ڈاکٹر احمد شلبی
مترجم : محمد حسین زبیری

اسلامی عہد میں اساتذہ کی مالی حالت

اسلامی عہد میں اساتذہ کی مالی حالت کیسی تھی۔ اس مسئلہ پر غور کرتے وقت ان دو باتوں کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے کہ اسلام کے سب سے پہلے استاد آنحضرت صلعم نے کبھی اپنے ذاتی فائدے کا خیال تک نہیں کیا۔ مالی اعتبار سے آنحضرت صلعم کی زندگی نہایت سادہ تھی۔ اور جب آپ کی وفات ہوئی تو آپ نے کچھ بھی ترکہ نہ چھوڑا تھا۔ آنحضرت صلعم کے بعد خلفائے راشدین اور صحابہؓ کا رویہ بھی یہ رہا کہ درس و تدریس سے منفعت تو کیا حاصل کرتے انھوں نے اپنی ذاتی دولت بھی اس کام میں صرف کر ڈالی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ بزرگ قرآن مجید فروخت کرنے کے خیال ہی کو بے حد ناپسند فرماتے تھے۔ انہیں اس خیال سے بھی سخت نفرت تھی کہ قرآن مجید پڑھانے کا کوئی معاوضہ لیا جائے [۱]

اس طرزِ عمل کا اثر علمائے مابعد پر بھی ہوا۔ مثلاً حنفی علماء اور حضرت امام حنبل اور حضرت سفیان ثوری وغیرہ نے صاف صاف اعلان کیا کہ قرآن و حدیث کے درس کو معاوضہ لینے کی ہرگز اجازت نہیں ہے [۲]۔ بہت سے علما نے دل و جان سے اس پر عمل کیا۔ یہاں تک کہ نظام الملک نے جب مدارسِ نظامیہ قائم کیے اور ان کے اخراجات کے لیے اوقاف قائم کیے تو علمائے ماوراءالنہر نے ایک جلسہ میں بے حد رنج و اندوہ کا اظہار کیا کہ اب علم کو علم کے لیے حاصل کرنے کا جذبہ ختم ہو گیا [۳]۔ جب عمر ثانی نے الحارث بن محمد کو حدیث کا درس دینے کے لیے البادیہ کی جانب روانہ کیا تو انھوں

---

۱ عیون الاخبار (ابن قتیبہ) جلد ۲ ص ۱۳۱ ۲ طبقات العارفین دیباچہ (السمرقندی)
۳ کشف الظنون (حاجی خلیفہ) جلد ۱ ص ۱۵

نے بھی اسی جذبہ کے تحت تنخواہ لینے سے انکار کردیا[1]۔ ابوالعباس الاصم نے جو خراسان کے مشہور محدث تھے، کبھی اپنے درس کا معاوضہ قبول نہیں کیا۔ اور وہ اپنی روزی دستکاری سے پیدا کرتے تھے اور یہی اس زمانے کا دستور تھا[2]۔ بہت سے دوسرے علماء نے تو یہاں تک کیا کہ اپنی ذاتی پونجی بھی علم کی توسیع میں صرف کر ڈالی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ابوبکر الجوزقی نیشاپوری نے ایک مرتبہ کہا کہ "میں نے حدیث کے لیے ایک لاکھ درہم صرف کیے۔ لیکن اس سے ایک درہم بھی نہیں کمایا[3]"۔ جب الخطیب البغدادی اپنے ذاتی قالین پر مسجد سور میں طلباء کے حلقہ میں بیٹھے ہوئے تھے تو علوی گروہ کا ایک شخص آیا اور اس نے قالین پر تین سو درہم رکھ دیئے۔ الخطیب کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ انہوں نے اپنا قالین اٹھایا اور چل دیئے اور وہ علوی اپنے دینار چنتا ہوا رہ گیا[4]۔ الخطیب نے اپنی وفات سے قبل اپنا کل سرمایہ جو دو سو دینار تھا، محدثین اور فقہا کو دے ڈالا[5]

مدرسینِ قرآن و حدیث کے علاوہ بھی بہت سے مدرس ایسے ہوئے ہیں جنہوں نے ترویج علم کو پیسہ پیدا کرنے کا ذریعہ نہیں بنایا۔ ایسے حضرات کی کثیر تعداد میں ہم صرف چند مثالیں درج کرتے ہیں۔ الخلیل بن احمد (المتوفی ۱۷۵ھ) جس نے سب سے پہلی عربی ڈکشنری ترتیب دی۔ عربی علم عروض ایجاد کیا اور عربی موسیقی کی علامات ایجاد کیں، نہایت افلاس میں زندگی بسر کرتا تھا۔ اور وہ کبھی اس بات پر آمادہ نہیں ہوا کہ کسی علمی کام کا معاوضہ لے۔ نہایت فخر کے ساتھ اس نے سلیمان بن علی کے لڑکے کی اتالیقی قبول کرنے سے انکار کر دیا[6]

سیف الدولہ الحمدانی کا دربار شہرۂ آفاق علماء و ادباء کا مرکز تھا۔ اس نے خاص قسم کے دینار ٹکسال سے بنوائے تھے جو اکثر علماء کو انعام میں دیا کرتا تھا۔ اسی دربار میں الفارابی (م ۳۳۹ھ) بھی

---

[1] سیرت عمر بن عبدالعزیز (ابن عبدالحکم) ص ۱۶۷ [2] المنتظم (ابن الجوزی) غیر مطبوعہ ص ۳۰۶
[3] طبقات الشافعیہ الکبریٰ (السبکی) جلد ۲ ص ۱۶۹، [4] طبقات الشافعیۃ الکبریٰ (السبکی) جلد ۳ ص ۱۴
[5] ابن خلکان جلد ۱ ص ۳۸، [6] ابن خلکان ص ۲۴۳، طبقات الادباء (الانباری) ص ۵۷

تھا۔ اس نے کسی قسم کی مالی امداد لینے سے انکار کر دیا تھا۔ اور صرف اپنی قوت لایموت کے لیے چار درہم روزانہ لیا کرتا تھا[1]

عالم دینیات اور ماہر لسانیات ابوالبرکات الانباری (متوفی ۵۷۷ھ) اگرچہ قلاش تھا لیکن اپنے شاگردوں کو بلا معاوضہ درس دیا کرتا تھا[2]

ہمیں مزید ایسی مثالیں دینے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اس قسم کی مثالیں کتابوں میں بہ کثرت ملتی ہیں۔ لیکن یہ سوال کیے بغیر ہم نہیں رہ سکتے کہ آخر تنخواہیں پھر کیوں جاری کی گئیں؟ اس سوال کا جواب جہاں تک ہمارا خیال ہے مندرجہ ذیل دو واقعات سے ملتا ہے:۔

(۱) کسی ایسے نصابِ تعلیم پر درس دینے کے لیے جس کا مقصد نہ تو مذہبی ہو اور نہ ترویج علم ہو کسی شخص کو مقرر کرنے کے لیے صرف تنخواہ ہی ایسی کشش تھی کہ جس کے لیے کوئی شخص اس فرض کو پورا کرنے پر آمادہ ہو سکتا تھا جیسے کہ القصص کے نصاب کے سلسلے میں ہوا۔

(۲) اوائل عہد اسلام سے غیر مسلموں کو اس کام کے لیے ملازم رکھا گیا کہ بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھائیں اور کچھ عرصہ بعد ان میں سے اکثر نے مثل جرجیس بن مخائیل، یوحنا بن ماسویہ، جبریل بن بختشوع اور حنین بن اسحاق نے ترقی و ترویج میں بہت کام کیا۔ ان لوگوں کو عموماً اسی خدمت کا معاوضہ دیا جاتا تھا۔

ان دو وجوہ کی بنا پر تدریس اور ترقیِ تعلیم کے معاوضہ میں تنخواہ لینے کا خیال پیدا ہوا اور رفتہ رفتہ یہ ایک معمول بن گیا۔ ماسوا ان حضرات کے جنہوں نے دنیا پر لات مار دی تھی اور رسولِ اکرم صلعم اور صحابہ کے نقشِ قدم پر چلتے تھے۔ باقی سب نے اس طریقہ کار کو خوش آمدید کہا۔

ابن خلدون کا خیال ہے کہ چاپلوسی اور فرمان پذیری حصولِ دولت اور خوشحالی کے ذرائع ہیں اور ایک خود دار انسان ہمیشہ افلاس میں زندگی بسر کرتا ہے[3]

---

[1] ثمرات الاوراق حاشیہ المستطرف فی کل فن مستظرف (ابن حجۃ الحموی) جلد ۱ ص ۸۸، [2] الروضتین (ابوشامہ) جلد ۲ ص ۲۷، [3] المقدمہ ص ۲۷۵

ان کا یہ بھی خیال ہے کہ معاوضہ کی مقدار کا انحصار اس کام کی افادیت پر ہے۔ جو لوگ مخلوقِ خدا کے لیے انجام دیتے ہیں [1] پھر وہ اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ چونکہ قاضی، مدرسین، مؤذن اور امام مساجد نہ تو قوم کی خوشامد کرتے ہیں، اور نہ کوئی ایسی خدمت انجام دیتے ہیں جس پر قوم کی ہستی کا انحصار ہو، لہٰذا ان کی مالی حالت ہمیشہ کمزور رہتی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے مامون رشید کے محکمہ مالیات کی دستاویزات کا معائنہ کیا ہے جن سے ان کے دعوے کی تصدیق ہوتی ہے [2]

یہ سوال کیا جا سکتا ہے کہ پھر وہ کونسی خدمت ہے جو ابن خلدون کی نظر میں ضروری ہے؟ کیا وہ اس خدمت کا اندازہ مادی حیثیت سے لگاتے ہیں؟ اس سوال کا جواب نفی میں ہے کیونکہ ہمیں علم ہے کہ دستکار اور کاشتکار کا معیار زندگی نہایت ہی ادنیٰ سطح پر تھا۔ اور اگر ہم ابن خلدون سے اس امر میں اتفاق کریں کہ مؤذن اور امام مسجد معاشرہ کے لئے کوئی ایسی چیز فراہم نہیں کرتے جو ضروری ہو تو بھی ہم قاضیوں اور مدرسوں کے متعلق ایسا نہیں کہہ سکتے۔ ہمارا خیال ہے کہ ابن خلدون نے کسی خاص اثر کے تحت قاضیوں اور مدرسین کو مؤذنوں اور اماموں کے ساتھ کر دیا تھا۔

مزید برآں ابن خلدون ان دستاویزات کی کوئی تفصیل نہیں دیتے جن کو انہوں نے دیکھا تھا، اور ہمارے پاس ایسے واقعات ہیں جو ان کے دعوے کے برخلاف ہیں۔ الکندی کہتے ہیں کہ الفضل بن غانم کا مشاہرہ جب ۱۹۸ھ میں مصر کا جج مقرر کیا گیا تھا ایک سو اٹھانوے دینار تھا [3]، اور عیسیٰ بن المنکدر کی تنخواہ جو ۲۱۲ھ میں اسی عہدہ پر متعین تھا سات دینار یومیہ تھی [4]

معلمینِ اطفال

ان مدرسین کی مالی حالت سے متعلق جتنے بھی کاغذات کا ہمیں علم ہے سب سے یہ پتہ چلتا ہے

---

[1] المقدمہ ص ۲۷۶، [2] المقدمہ ص ۲۷۶، ۲۷۷، [3] الولاہ والقضاہ ص ۱۰۰، ۱۰۱، [4] الولاہ والقضاہ ص ۱۱۳

کہ ان کا معیار بالکل ادنیٰ سطح پر تھا۔ یہ لوگ زیادہ تر قرآن مجید اور دینیات کے مدرس تھے۔ لہٰذا انہیں یہی مشورہ دیا جاتا تھا کہ قناعت پسند رہیں اور ہوس دولت سے دُور رہیں علاوہ ازیں جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں ان کا معاشرہ میں درجہ بھی ان کی مالی حالت پر اثر انداز ہوتا تھا۔

ان کی اس حالت سے متعلق چند مثالیں بیان کرنے کے لیے ہم اس شعر کی طرف توجہ دلاتے ہیں جس میں الحجاج کو یاد دلایا گیا تھا کہ اسے اپنا ماضی نہ بھولنا چاہیئے جب کہ وہ ایک معلم اطفال تھا شعر کا مضمون یہ ہے :۔ "الحجاج کو اپنا حقیر ماضی نہ بھولنا چاہیئے جب کہ وہ چند بچوں کو سورۂ کوثر پڑھایا کرتا تھا۔ اسے یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ اس خدمت کے معاوضہ میں اسے قسم قسم کی روٹیاں بھیجی جاتی تھیں ۲؎

ابن السکیت بچوں کو پڑھایا کرتا تھا لیکن اس پیشے سے اتنی روزی بھی پیدا نہ ہوتی تھی جو اس کی ضروریات کو مکتفی ہوتی۔ لہٰذا اس نے اسے ترک کرکے صرف و نحو پڑھنی شروع کی تاکہ کوئی بہتر ملازمت مل سکے ۳؎

ابن حوقل کا بیان ہے کہ صقلیہ میں بعض مکاتب کے اساتذہ کی سال بھر کی فیس دس دینار بھی نہ ہوتی تھی ۴؎

حقیقت میں ان مدرسین کی کوئی مقررہ فیس نہ تھی بلکہ لڑکے کے والدین کی مالی حالت پر فیس کا انحصار تھا۔ اس فیس کی دو قسمیں تھیں۔ ایک فیس تو وہ تھی جو ایک خاص وقت پر ادا کی جاتی تھی۔ دوسری وہ جو لڑکے کے فارغ التحصیل ہونے کے بعد دی جاتی تھی۔ پہلی قسم کی فیس تو ہر لڑکا ادا کرتا تھا جو ایک ہفتہ واری معمولی رقم تھی۔ اور اس کے ساتھ روٹی بھی۔ علاوہ بریں مختلف

۱؎ المدخل (العبدری) جلد ۲ ص ۱۵۹ - ۱۶۰ ، ۲؎ المنتخب من کنایت الادبا (جرجانی) ص ۱۱۸

۳؎ ابن خلکان جلد ۲ ، ص ۴۶۱ ۴؎ کتاب صورت الارض جلد ۱ ص ۱۲۷

تہواروں پر بھی نذرانہ دیا جاتا تھا[۵۱] بعض حالات میں ہفتہ واری فیس کی بجائے سالانہ فصل کے موقع پر غلہ دے دیا جاتا تھا۔ دوسری قسم کی فیس اس وقت دی جاتی تھی جب لڑکا قرآن مجید کی کوئی سورت ختم کر لیتا تھا۔

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ معاشری حالت کا اثر مالی حالت پر ہوتا تھا۔ اب ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ مالی حالت کا اثر بھی معاشری حالت پر ضرور پڑتا تھا۔

اتالیق

اس میں شک نہیں کہ سوسائٹی میں جو اعلیٰ طبقہ کے افراد تھے ان کی دولت اور خوشحالی سے اتالیق متمتع ہوتے تھے۔ کسی شخص کا اتالیق مقرر ہو جانا اس کی دنیاوی ترقی کی ضمانت تھا اور اس کی مالی مشکلات کا حل ہو جانا یقینی تھا۔ ہشام بن عبدالملک اگرچہ کنجوس مشہور تھا لیکن جب الزہری اس کے لڑکے کا اتالیق مقرر ہوا تو اس نے الزہری کا سارا قرضہ جو سات ہزار دینار تھا چکا دیا[۵۲]

ہم یاقوت کے ایک بیان کا مختصراً حوالہ دے چکے ہیں جس سے اتالیق کی مالی حالت کے متعلق ہمارے اس نکتہ کی توضیح ہوتی ہے۔ یہاں ہم اس بیان کو پورا پورا درج کرتے ہیں۔

"خلیفہ کی یہ عادت تھی کہ جس کمرہ میں اتالیق پہلے دن اپنے شاگرد کو سبق پڑھاتا تھا، شام کو خلیفہ اس کمرہ کا تمام فرنیچر وغیرہ اتالیق کو بخش دیا کرتا تھا اور باربرداری کے وہ جانور بھی جن پر تمام سامان جایا کرتا تھا اتالیق ہی کو دے دیئے جاتے تھے"[۵۳]

جب الاحمر کو امین کی اتالیقی کے لیے منتخب کیا گیا تو ایک کمرہ نہایت نفاست کے ساتھ مزین کیا گیا۔ پہلے ہی دن شام کو حکم ہوا کہ تمام سامان الاحمر کے گھر پہنچا دیا جائے۔ الاحمر نے کہا کہ میرے پاس تو صرف ایک حجرہ ہے جہاں میں تنہا رہتا ہوں۔ اس پر ہارون رشید نے اس کے لیے ایک نیا مکان

---

[۵۱] الفضلہ د انقالیس ۴۳ ب
[۵۲] تذکرۃ السامع والمتکلم (ابن جماعہ) ص ۱۷
[۵۳] قاموس العلماء (یاقوت) جلد ۵ ص ۱۱۰

خرید دیا - ایک کنیز اور ایک غلام اس کی خدمت کے لیے بخش دیئے اور سواری کے لیے ایک گھوڑا عطا فرمایا - ایک نہایت معقول مشاہرہ مقرر کیا گیا تاکہ وہ عیش و تنعم کے ساتھ زندگی بسر کر سکے - اس واقعہ کو محمد بن الجہم نے اس طرح بیان کیا ہے :-

"جب کبھی ہم الاحمر سے ملنے جاتے ہیں تو متعدد ملازم ہمارا استقبال کرتے ہیں اور ہمیں حویلی میں لے جاتے ہیں جو شاہی محل کی مانند ہے اور پھر الاحمر شاہانہ لباس میں ملبوس ہم سے ملنے آتے ہیں" [۱]

جب الکسائی کا تقرر ہوا تو ہارون رشید نے علاوہ مقررہ مشاہرہ کے اسے دس ہزار درہم ایک خوبصورت کنیز معہ اس کے ضروری ساز و سامان کے اور ایک ملازم اور سواری کے لیے ایک گھوڑا معہ زین کے عطا فرمایا [۲] ابن السکیت کی مقررہ تنخواہ کے علاوہ المتوکل نے ایک موقع پر پچاس ہزار دینار بخش دیئے - ہم نے یہ بھی پڑھا ہے کہ اتالیقوں کو مختلف مواقع پر تحائف دیئے جاتے تھے، ان کی مالی امداد کی جاتی تھی اور ان کے طعام و قیام کا مستقل انتظام بھی کیا جاتا تھا -

مختلف ذرائع سے ہم یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ اتالیق کا مشاہرہ اوسطاً ایک ہزار درہم ہوا کرتا تھا - اتنی ہی رقم ابن طاہر کے بیٹے کے اتالیق ابن السکیت کو دی جاتی تھی [۳] اور ثعلب کو بھی یہی ملتا تھا جو محمد بن عبداللہ کے بچوں کا اتالیق تھا [۴]

عبداللہ بن طاہر کی فوج کے ایک کماندار کے لڑکے کے اتالیق کا مشاہرہ ستر دینار تھا جو ایک ہزار درہم کے برابر ہوتا ہے [۵]

اعلیٰ مضامین کے اساتذہ

عام طور پر علماء و فضلاء کی مالی حالت نہایت نمایاں طور پر بہت اچھی ہوا کرتی تھی - خلفاء،

---

[۱] معجم الادبا (یاقوت) جلد ۵ ص۱۱۱ ، [۲] ابن خلکان جلد ۱ ص۴۷۰ ، [۳] ابن خلکان جلد ۲ ص۴۶۱

[۴] " " جلد ۲ ص۱۴۴ ، [۵] جلد ۱ ص۳۰۸

سلاطین اور معززین بڑے ذوق شوق سے علماء کی خدمت کیا کرتے تھے اور اکثر و بیشتر ان کو نذرانے پیش کیا کرتے تھے۔ مثلاً مامون رشید حسنین کو تحائف دینے سے کبھی نہ اکتاتا تھا۔[1]

جب امام شافعیؒ مصر میں تشریف لائے تو ابن عبدالحکم نے ان کا نہایت پُرتپاک استقبال کیا۔ اور ایک ہزار دینار نذرانہ پیش کیا۔ ابن الحکم کے تین دولت مند دوستوں نے اس کی اتباع میں امام شافعی کو دو ہزار دینار اور نذر کیے۔[2]

الجاحظ سیحان میں روٹی اور مچھلی بیچا کرتا تھا۔[3] جب وہ مشہور و معروف عالم ہو گیا تو اس کی مالی حالت بہت عمدہ ہو گئی۔ چنانچہ وہ ایک مرتبہ بصرہ کی سیاحت سے واپس آیا تو اس کی کثیر دولت کو دیکھ کر میمون بن ہارون نے دریافت کیا کہ کیا وہاں آپ کی کوئی بڑی جائداد ہے۔ الجاحظ نے مسکرا کر جواب دیا کہ "میں نے اپنی تصنیف "الحیوان" محمد بن عبدالملک کو نذر کی۔ اور "البیان والتبیین" احمد بن دوئد کی خدمت میں پیش کی اور "الزرع والنخل" ابراہیم بن عباس الصولی کو دی۔ اور ان میں سے ہر شخص نے مجھے پانچ ہزار دینار نذر کیے۔ میں بصرہ سے اس طرح رخصت ہوا تھا کہ گویا وہاں میری بہت بڑی جاگیر ہے۔ لیکن جسے نہ کاشت کی ضرورت ہے نہ کھاد کی۔[4]

الربیع بن سلیمان مسجد احمد بن طولون میں حدیث کا درس دیا کرتے تھے۔ جس روز انہوں نے درس شروع کیا، ابن طولون نے انہیں ایک ہزار دینار نذر کیے۔[5]

فقہاء، اہل علم اور ندماء کے ساتھ چند علماء بھی شریک تھے جو حاکم وقت سے بات چیت کیا کرتے تھے اور اس کی اصلاح ان کا مقصد تھا۔ ان خدمات کے صلہ میں انہیں تنخواہ ملتی تھی۔ ان ہی میں سے ایک الزجاج تھا جسے تین سو دینار ماہانہ ملتے تھے۔[6]

۱؎ اسلامک سولزیشن (خدابخش) ص ۲۷۷ ۲؎ تذکرہ السامع والمتکلم (ابن جماعہ) ص ۱۷ حاشیہ
۳؎ معجم الادبا (یاقوت) جلد ۶ ص ۵۶ ۴؎ معجم الادبا جلد ۶ ص ۷۵-۷۶
۵؎ حسن المحاضرہ (السیوطی) جلد ۲ ص ۱۳۷ ، ۶؎ الفہرست (ابن الندیم) ص ۹۰

جب ابن دُرید حالتِ ناداری میں بغداد پہنچا تو المقتدر نے اس کا پچاس ہزار دینار مشاہرہ مقرر کر دیا [1]

بعدازاں جب اساتذہ کا تقرر ہوتا تو انہیں باقاعدہ خزانۂ سرکار سے تنخواہ ملا کرتی تھی۔ یا ان اوقات سے جو درسگاہ کے لیے مخصوص کر دیئے جاتے تھے۔ جیسا کہ ہم نے ان اساتذہ کے حالات میں لکھا ہے جو مدارس نظامیہ میں ملازم رکھے جاتے تھے۔ عہد فاطمی کے اساتذہ سے متعلق نہایت مفید تاریخی دستاویز ہم تک المقریزی[2] اور القلقشندی کے توسط سے پہنچی ہے[3]۔ جس میں مختلف قسم کے ملازمین کی تنخواہیں درج ہیں اس دستاویز کی چند مدات کے انتخاب سے اساتذہ اور دیگر ملازمین کی تنخواہوں کا موازنہ ہو سکے گا:-

وزیر	۵۰۰ دینار
وزیر کا لڑکا	۲۰۰ تا ۳۰۰ دینار
کاتب الدست الشریف (سکرٹری)	۱۵۰ دینار
صاحب الباب (چیمبرلین)	۱۲۰ 〃
قاضی القضاۃ داعی الدعاۃ (معلم) الاستاذ المحنکون صاحب بیت المال حامل الرسالہ (ڈپٹی) صاحب الدفتر (رجسٹرار)	۱۰۰ دینار
حامل السیف حامل الرمح افسر دیوان النذر	۷۰ دینار

---

[1] الفہرست (ابن الندیم) ص ۲۰۹

پرائیویٹ ڈاکٹر	۵۰ دینار
افسر دیوان التحقیق	۵۰ ″
افسر دیوان مجلس	۴۰ ″
واعظ مسجد } شاعر خلیفہ	۱۰ تا ۲۰ دینار
ادنی درجہ کے ڈاکٹر جو محل میں رہتے تھے	۱۰ دینار

عہد ایوبی اور اس کے بعد سے یہ بات نمایاں ہے کہ اساتذہ کی تنخواہیں مختلف وجوہ کی بنا پر گھٹتی بڑھتی رہیں۔ مثلاً اوقاف کی آمدنی کی بنا پر، یا خود مدرس کی شہرت کی بنا پر یا سیاسی رہنماؤں کی فیاضی، سالمیت کی وجہ سے۔ چند مثالیں درج کی جاتی ہیں۔

صلاح الدین نے نجم الدین خبوشانی کو مدرسۃ الصلاحیہ میں جس مشاعرہ پر مقرر کیا وہ یہ تھا۔

تعلیمی خدمت کا مشاہرہ	۴۰ صلاحی دینار
اوقاف کی نگرانی کا مشاہرہ	۱۰ ″

۶۰ مصری پونڈ وزنی روٹی روزانہ

دریائے نیل کا پانی دو پکھال روزانہ

بعد ازاں ۶۷۸ھ میں جب تقی الدین بن روزین کا اسی عہدہ پر تقرر ہوا تو اس کا مشاہرہ اس کا نصف تھا اور پھر جب تقی الدین بن دقیق کا تقرر ہوا تو جو کچھ نجم الدین کو ملتا تھا اس کا صرف ایک چوتھائی مشاہرہ مقرر ہوا[۱]، اور جب اسی جگہ الصاحب برہان الدین کو مقرر کیا گیا تو وہی پوری تنخواہ اس کو ملنے لگی[۲]

صلاح الدین نے مجد الدین محمدؐ بن محمد الجبتی کو مدرسۃ الصیوفیہ میں جو فقہ حنفی کے لیئے قائم کیا گیا تھا۔ صرف گیارہ دینار ماہانہ پر مقرر کیا تھا[۳]

۱؎ حسن المحاضرہ (السیوطی) جلد ۲ ص ۱۵۷، ۲؎ الخطط جلد ۲ ص ۴۰۰ ۳؎ الخطط جلد ۲ ص ۳۶۵

ان علماء کی مالی حالت بہت اچھی تھی جنہوں نے اعلیٰ تعلیم کے لیے پرائیویٹ مدرسے کھول لئے تھے الزجاج نے المبرّد سے صرف ونحو پڑھنی شروع کی۔ ایک درہم روزانہ فیس طے ہوئی اور یہ بھی طے ہوا کہ تعلیم چھوڑنے کے بعد بھی روزینہ اسی طرح جاری رہے گا۔ وہ اس عہد پر قائم رہا۔ اور بعض مواقع پر اس سے زیادہ بھی نذر پیش کی [۱] محمد بن علی مرمان (متوفی ۳۴۵ھ) سیبویہ کی تصنیف "کتاب" کا درس دینے کے لیے سو دینار سے کم فیس پر راضی نہ ہوتے تھے [۲] محمد شمس الدین السیوطی صرف ونحو کی نظم "الالفیہ" کو پڑھانے کے لیے فی شعر ایک درہم فیس لیتے تھے۔ اس نظم میں تقریباً ایک ہزار اشعار ہیں۔ [۳]

---

[۱] معجم الادباء جلد ۱ ص۴۷ [۲] بغیۃ الوعاۃ (السیوطی) ص۲۷ [۳] بغیۃ الوعاۃ (السیوطی) ص۳۷

تاریخ جمہوریت

مصنف:۔ شاہد حسین رزاقی

قبائلی معاشروں اور یونانِ قدیم سے لے کر عہدِ انقلاب اور دورِ حاضرہ تک جمہوریت کا ارتقاء، مطلق العنانی اور جمہوریت کی طویل کش مکش، مختلف زمانوں کے جمہوری نظامات اور اسلامی ومغربی جمہوری افکار کو بڑی خوبی سے واضح کیا گیا ہے۔

یہ کتاب سیاسیات کا مطالعہ کرنے والوں کے لئے نہایت مفید ہے اور پنجاب یونیورسٹی کے بی۔ اے (آنرز) کے نصاب میں داخل ہے۔ قیمت ۸ روپے

ملنے کا پتہ:۔ ادارہ ثقافتِ اسلامیہ۔ کلب روڈ۔ لاہور